تقریر :- مولانا قاضی عبداللطیف صاحب
تلخیص :- اخوندزادہ عبدالقیوم حقانی

ہمارے قومی و ملی مسائل

وفاقی کونسل مجلس شوریٰ کے بجٹ میں مولانا قاضی عبداللطیف صاحب
کلاچی کی طویل تقریر کی تلخیص

ایک ترقی پذیر ملک کے لیے ۵۰ ارب روپے کا بجٹ کوئی معمولی بجٹ نہیں ہے لیکن یہ بجٹ اپنے ماحول، اپنے اردگرد اور اپنے نزدیکی انقلابات، واقعات اور حالات کو مدنظر رکھ کر نہیں بنایا گیا۔ جب کہ ہماری اردگرد کی دنیا میں جس قدر بھی انقلابات آرہے ہیں سب معیشت کی پیداوار ہیں۔

اس بجٹ کے اندر یہ رنگ دینے کی کوشش بھی کی گئی ہے کہ یہ بجٹ اسلامی ہے کہ اس میں سے ایک کروڑ روپیہ دعوت و تبلیغ کے لیے رکھا گیا ہے۔ نیز اس کے اندر اسلام کے نظام کو سمو دیا گیا ہے۔ لیکن ہم اسے اسلام کی معیشت اور مالیاتی نظام نہیں کہہ سکتے کیونکہ زکوٰۃ وعشر کا ترقیاتی کاموں سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ وہ تو ہنگامی اور حادثاتی طور پر محتاج ہونے والوں کی ایک مدد ہے۔

سوال یہ نہیں ہے کہ جس کے پاس زیادہ دولت ہو اس سے لے کر غریبوں کو دے دیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم نے معیشت کے ان وسائل کو کتنا آزاد کیا ہے۔ جناب والا! ہم نے تمام وسائل کو خاص کر لیا ہے تاجروں اور کارخانہ داروں کے لیے۔ مزدوروں پر کنٹرول ہے کوئی مزدور بغیر لائسنس کے ملک سے باہر مزدوری کے لیے نہیں جا سکتا۔ یہاں یہ نظام چل رہا ہے کہ اس وقت ملک میں پانچ کروڑ ایکڑ زمین کاشت ہوتی ہے جس میں سے تقریباً ۳۵ فیصد بڑے زمیندار کاشت کرتے ہیں اور ۶۵ فیصد چھوٹے زمیندار۔ جب کہ ملک میں ڈیڑھ لاکھ ٹریکٹر چالیس ہارس پاور سے زیادہ کے موجود ہیں جب کہ قیمت ایک لاکھ روپیہ ہے۔ چھوٹا زمیندار کیسے خرید سکتا ہے۔ معیشت کے استحکام کا دارومدار اس بات پر تھا کہ ہم ان وسائل و ذرائع کو آزاد کر دیتے جب تک آپ ملک میں سرمایہ اور محنت کے درمیان توازن پیدا نہیں کریں گے اس کو اسلامی نظام نہیں کہا جا سکتا۔ کامیاب بجٹ کا انحصار مجموعی دولت پر نہیں اصل دارومدار دولت کی تقسیم ہے۔ دولت کا رخ کس

طرف سے یہ کہاں جا رہی ہے۔ جب حساب جوں کا توں ہے تو غربت کیوں بڑھتی جا رہی ہے۔

اب میں اپنے ضلع (ڈیرہ اسمٰعیل خان) کے متعلق کہتا ہوں۔ ساڑھے اٹھارہ لاکھ ایکڑ رقبہ زمین قابل کاشت ہے۔ جب کہ اس وقت پر ۲½ لاکھ رقبہ زیر کاشت آ رہا ہے۔ ایوب خان کے زمانہ میں چیکوسلاویہ کی مدد سے ایک سکیم بنائی گئی جس پہ ۱۶ کروڑ روپیہ خرچ کیا گیا۔ مگر معلوم نہیں اسے کیوں ترک کر دیا گیا۔ اور آج تک وہ تشنۂ تکمیل پڑا ہے۔ میں پوچھتا ہوں اس اٹھارہ لاکھ ایکڑ زمین کے لئے آپ نے کیا کیا ہے۔

چشمہ رائٹ بنک کینال کے لئے اس سال ۳۳ کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے اس حساب سے اس کی تکمیل پانچ سال بعد ہوگی۔ تو ہمیں بجا طور پہ خطرہ ہے کہ اس کا انجام بھی وہی ہوگا جو گل کچھ کا ہوا ہے۔ کم از کم اس کے لئے پچاس کروڑ روپیہ رکھنا چاہیئے تھا۔

اسلام کے بجٹ کے اندر آمد کے ذرائع ہوتے ہیں وہ معدنیات ہوتے ہیں زراعت ہوتی ہے۔ بین الاقوامی تجارت اور قدرتی وسائل ہوتے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کیا ہم نے معدنیات نکالے ہیں اور مذکورہ وسائل کو اختیار کیا ہے۔ بجٹ میں جو دس ارب روپے کا خسارہ ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ ہمیں خرچ کرنے کے طریقے نہیں آتے۔ اور ہمارے اخراجات بڑھ رہے ہیں۔ مالیات کا شعبہ شریعت کے نزدیک اہم ترین شعبہ ہے اور شریعت میں اسراف و تبذیر دونوں کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ اس بجٹ میں تقریباً ۱۹ کروڑ روپیہ خاندانی منصوبہ بندی کے لئے مختص کیا گیا ہے تو ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ اسلامی بجٹ ہے اگر کسی کی شادی ہوتی ہے اور وہ قرض لے کر مسرفانہ شادی کرتے ہیں تو ساری دنیا کہتی ہے بڑا بیوقوف ہے ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہم دنیا کے مقروض ترین ملکوں میں شمار ہوتے ہیں مگر اس کے باوجود ہمارے مسرفانہ اخراجات میں کمی نہیں آ رہی۔ ملازمین کی تنخواہوں کے اندر اس وقت جو زمین آسمان کا فرق ہے اسے کم کیا جائے۔ زمیندارہ اور کاشتکاروں کو جو ٹیکسوں کا تحفہ دیا گیا ہے میں عرض کروں گا ان کو زیادہ سے زیادہ چھوٹ دی جائے قرضہ بلا سود دیا جائے۔ دریا اور ڈیرہ پل کے لئے کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے جو ناکافی ہے اس کے لئے کم از کم ۴ کروڑ روپیہ رکھنا چاہیئے۔ چاہی اور بارانی زمینوں کی طرف توجہ دی جائے اور ان کے لئے خصوصی رقم مختص کی جائے۔

گل کچھ سکیم کے لئے ایک کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے اسے اگر واقعۃً کارآمد بنانا ہے تو اس کے لئے چھ کروڑ روپیہ رکھنا چاہیئے۔ ڈیرہ سے کندیاں ۸۵ میل کی مسافت ہے جو ۵ گھنٹوں میں طے ہوتی ہے سڑک تباہ ہے۔

جناب چیئرمین۔ یہ صوبائی مسئلہ ہے اس کے متعلق پہلے بھی آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔

مولانا قاضی عبداللطیف۔ جناب والا یہ فنڈز وہ ہیں جو مرکز سے دئے جا رہے ہیں اس لئے کہ وہ پنجاب سے ملانے والی سڑک ہے۔ میں گذارش کروں گا کہ اس کے لئے بھی رقم رکھی جائے۔